عامر سہیل

صدرِ شعبہء اُردو، ایبٹ آباد پبلک سکول اینڈ کالج

مانسہرہ روڈ، ایبٹ آباد

معنیات کے بنیادی تصورات: ایک مطالعہ

Semantics is the scientific study of meanings. It is one of the important disciplines in linguistics including phonology, morphology, pragmatics and syntax.Semantics covers the wide range of meanings but in this article, I have discussed semantics with the special reference of creative literature. A standard literary text carries different types of literary devices such as pun, allusion, hyperbole, idiom, imagery, metaphor,simile, paradox, personification ,oxymoron, sarcasm, symbol, irony, satire, and allegory, etc. It is semantics which analyses all these devices and gives us the comprehensive and in-depth view of a literary text. I have also highlighted how semantics deals with the construction and interpretation of meaning in a particular text. Semantics also focuses on foregrounding and gives us a different view of this technique: it is a method in which defamiliarization plays a key role for creating new meanings in a textual composition.

علمِ لسانیات کی رو سے معنی کا معروضی مطالعہ معنیات Semantics کہلاتا ہے۔ یہ انگریزی لفظ اصل میں یونانی زبان کی اصطلاح "Semantikos" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے معنی کی طرف اشارہ کرنا یا دلالت کرنا ہے۔ علم فلسفہ اور منطق میں بھی معنیات کا عمل دخل بہت زیادہ ہے کیوں کہ وہاں معنی کے تمام سلسلے منطقی اُصولوں کے تحت ابلاغ کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ فلسفہء لسان یا زبان کی تھیوری میں معنیات ایک کلیدی کردار کی حامل ہے۔ معنیات صرف زبان میں موجود الفاظ ومرکبات سے ہی بحث نہیں کرتی بلکہ نشان، علامت یا کوئی بھی ایسی شئے جو معنی کا درجہ رکھتی ہو اس کی اقلیم میں شامل ہو جاتی ہے۔ معنیات کا فکری اور نظریاتی پہلو خاصی وسعتوں کا حامل ہے جس کی وجہ سے معنی کی تلاش، لفظ اور معنی کا آپسی رشتہ، زبان کی صوری، معنوی، رسمی اور منطقی کارکردگی، معانی کی اقسام، مترادفات، متضاد، استعاراتی اور تشبیہی تلازمات، لفظ کا تاریخی پس منظر اور تناظر، لفظ کے لغوی اور تعبیراتی معنوں کے معاملات بھی معنیات کے بنیادی مباحث کا حصہ ہیں۔ معنی کا ابہام اور دیگر معنوی تغیرات بھی معنیات میں شامل سمجھے جاتے ہیں۔ تاریخی لسانیات میں

معنیات اس امر کا مطالعہ کرتی ہے کہ ایک لفظ سے پیدا ہونے والے معنوی تغیرات کی نوعیت کیا ہے اور اس کے اسباب کا تعین کن ذرائع سے ممکن بنایا جا سکتا ہے، تاہم جدید معنیات میں انھی پیدا ہونے والے معنوں کو ہم کئی اور حوالوں سے جانچ پرکھ کر کسی حتمی نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔ دورِ جدید میں معنیاتی سطحوں کو " معنی نما" اور "خیال نما "کے طور پر دیکھنے کا رجحان ملتا ہے ان کا اصل کام معنی کی تعبیراتی حد بندیوں کا تعین کرنا ہے۔ یہ بظاہر حیران کن امر ہے کہ معنیات کو لسانیات کی اہم شاخ ہونے کے باوجود کافی عرصے تک وہ پذیرائی نہیں مل سکی جو اس کا جائز حق تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام اپنی تصنیف عمومی لسانیات ایک تعارف میں لکھتے ہیں:

> ماہرینِ لسانیات نے بیسویں صدی کے وسط تک اس موضوع پر خاص توجہ نہیں دی۔ ہوکٹ اور گلیسن کی کتابیں امریکہ میں اہم درسی کتابیں سمجھی جاتی رہی ہیں مگر ان میں معنیات کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انھوں نے اس موضوع کو لسانیات میں شامل ہی نہیں کیا۔ آج بھی بہت سے ساختیاتی ماہرین معنی کے مطالعے کی اہمیت کے قائل نہیں ہیں بقول اسٹیفن اُلمان اِن منفی رویے کا سرا بلوم فیلڈ کی تعلیمات سے جا ملتا ہے۔[۱]

یہ سلسلہ زیادہ عرصہ قائم نہیں رہا کیوں کہ آنے والے لسانی ماہرین نے معنیات کا راستہ ہموار کر دیا خصوصاً جب نوم چامسکی نے معنیات کو اپنی قواعد میں شامل کیا تو اسے بھی رفتہ رفتہ علم السنہ کی ایک شاخ کا درجہ حاصل ہو گیا اور زبان و ادب کے مطالعات میں اس کی اہمیت مسلمہ ہو گئی۔ اس تمہید کے بعد معنیات کی تعریف پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے تا کہ اس کے مزید پہلو اُجاگر ہو سکیں۔ اس ضمن میں اردو اور انگریزی دونوں مآخذ سے رجوع لازمی ہے کیوں کہ معنیات کے تمام علمی مباحث انگریزی کے توسط سے اُردو میں روشناس ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند اپنی تصنیف "لسانی مطالعے "میں حد درجہ اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ لکھتے ہیں": معنیات (semantics) میں لفظوں اور جملوں کے مفہوم سے بحث کی جاتی ہے''[۲] اس تعریف کے بطون میں یہ نکتہ موجود ہے کہ جملوں میں مفہوم کی تلاش کا معاملہ لسانی حوالے سے طے پائے گا اور اس کی نوعیت زیادہ تر افادی ہو گی اگرچہ جدید لسانی حکما جمالیاتی عناصر کو بھی اس بحث میں شامل کرنے کی سفارش کرتے ہیں تاہم کوئی حتمی رائے تاحال سامنے نہیں آئی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے " کشاف اصطلاحاتِ لسانیات "میں معنیات کے بارے میں لکھا ہے :

لسانیات کا وہ شعبہ جو معانی پر بحث کرتا ہے یعنی جو حوالے اور محول کے تعلق کو زیرِ غور لاتا ہے اور ان محولات (الفاظ یا لسانی علامات) کے معانی کی تاریخ اور ان میں آنے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتا ہے۔[۳]

اس تعریف نے معنیات کی حدود میں قدرے وسعت پیدا کی ہے اور معانی کی تاریخیت کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے،تعریف کا یہ پھیلاؤ بظاہر تو اچھا لگتا ہے لیکن درحقیقت معنیات کے فہم میں الجھن بھی پیدا کر دیتا ہے کیوں کہ اس میں تاریخی لسانیات کے مباحث بھی در آئے ہیں۔ یہ خلطِ مبحث معنی کی لسانی جستجو میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔البتہ اس تعریف کا پہلا حصہ معنیات کی اس خوبی کو ضرور سامنے لاتا ہے کہ لوگ زبان میں معنی پیدا کرنے کے لیے کون کون سے حربے استعمال کرتے ہیں نیز ''حوالے اور محول کے تعلق'' کی کلیدی حیثیت بھی واضح ہوتی چلی جاتی ہے۔محولہ بالا تعریف کو اگر ہم جدید انگریزی اصطلاحات کی صورت سامنے لائیں تو یہی نکتہ طرازی "Denotation" اور "Connotation" میں بدل کر ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ پہلی اصطلاح لفظ کی دلالت،اشارت،رمز یا علامت کو متعین کرتی ہے یا پھر کسی شئے کو ظاہر کرنے،نشان زد کرنے یا کسی لفظ کے اصل معنی و مفاہیم تک رسائی کے عمل تک محدود ہے۔دوسری اصطلاح کسی لفظ کے لغوی یا اصل معنوں سے تعرض کرنے کے بجائے اس کے تعبیری مفاہیم کی صراحت کرتی ہے اسے ہم تضمن بھی کہہ سکتے ہیں۔تضمن سے مراد کسی شئے میں موجود ایسی صفات ہیں جو اس کو شناخت عطا کرتی ہیں۔معنیات کے حوالے سے دو مزید انگریزی اصطلاحات سے شناسائی بہت ضروری ہے۔ان کو "Referent" اور "Referend" کہا جاتا ہے۔جہاں تک پہلی اصطلاح کا تعلق ہے یہ چیزوں کے نام کے لیے مستعمل ہے جیسا کہ درخت، پرندہ، آسمان، زمین وغیرہ جبکہ دوسری اصطلاح اشیا کے لیے مخصوص ہے جیسا کہ درخت کا وجود یا آسمان کا بطور شئے وجود رکھنا۔ان دونوں اصطلاحوں کی وضاحت کے بعد یہ طے کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے کہ معنیات میں لفظ کے اصل اور معروضی معنوں کے ساتھ اس کے نسبتی،اشاراتی،موضوعی اور تعبیری معانی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔مثلاً "فاختہ "ایک پرندہ ہے اور اس کے اپنے مخصوص معنی لغت میں درج ہیں جو تمام لوگوں کے لیے قابلِ قبول ہیں۔یہ "فاختہ" جب کسی سیاسی یا ثقافتی پس منظر میں سامنے آتی ہے تو پھر یہ محض ایک پرندہ نہیں رہتی بلکہ "جذبہ، سرخیِ محبوب تو کہیں گلاب اور پیار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ان سب کا تعلق معنیات کے رومانوی دائروں سے مشروط ہے۔امن و آشتی " کی علامت بن جاتی ہے۔اس "فاختہ " کا پہلا حوالہ لغوی دلالت پر منحصر ہے اور دوسرا تعبیری اور علامتی مفہوم کا عکاس ہے۔معنی کی کھوج کا عمل خاصا

پیچیدہ ہے کیوں کہ معنی اپنی نوع میں تغیر پذیری کی تمام صفات کا جامع ہوتا ہے۔ یہ کہیں حقیقی، مجازی، علامتی، بنیادی، تشبیہی اور استعاراتی رنگوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو کہیں مجازِ مرسل اور صنائع بدائع کے روپ میں تصورات وتخیلات کا منظر نامہ رقم کرتا ہے۔ گزشتہ سطور میں اُٹھائی گئی بحث سے یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ معنیات اس امر سے بھی سروکار رکھتی ہے کہ متن میں معنی کن وسائل سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی وضعی دلالتیں کیا کیا رنگ دکھا سکتی ہیں۔ متن میں معانی کی جلوہ فرمائی جن حوالوں سے ممکن ہوتی ہے اُن میں متضاد، مترادفات، کنایہ، علامت، روز مرہ، تکرار، تراکیب، مبالغہ، تمثیل، تلمیح، ابہام، بے قاعدگی یا انحراف، تعقیدِ لفظی و معنوی، فصاحت و بلاغت، تمثال، رعایتِ لفظی، رمز و اشاریت، محاورات، ضرب الامثال، قولِ محال، تجسیم اور کئی دوسرے عوامل شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال کا کہنا ہے:

> معنیات میں اس بات کا بھی مطالعہ کیا جاتا ہے کہ جملوں میں یا متن میں مختلف الفاظ کا دوسرے الفاظ کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ متن الفاظ کے رشتوں پر مبنی ایک نظام کا نام ہے جسے زبان تشکیل دیتی ہے۔ کچھ الفاظ کو ہم مترادفات سے پہچانتے ہیں اور کچھ کو اُن کے متضاد سے، مقصد معنی تک پہنچنا ہوتا ہے چاہے متضاد کے ذریعے وضاحت ہو یا مترادف کے ذریعے۔[۴]

معنیات کا تمام تر دارومدار معنی کی ترسیل اور ابلاغ پر ہے۔ تخلیقی ادب میں معنی کا وجود میں آنا کوئی سادہ عمل نہیں ہے کیوں کہ اس کے پیچھے تخلیق کار کا تجربہ، مشاہدہ اور زبان دانی کا علم فعال کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ تخلیقی عمل کے دوران معانی کی دنیا لغوی اور قواعدی تصرفات کے ایک غیر مختتم سلسلے کو جنم دیتی ہے جس کی وجہ سے متن کا معنوی سلسلہ دراز ہوتا چلا جاتا ہے۔ معنیات کا منصب یہی ہے کہ وہ معنی بننے کے عمل کو منطقی اور لسانی حوالوں سے شناخت کرے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال اسی نکتے کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> معنیات دراصل لسانی علامات کے ذریعے حقیقی اشیاء تک پہنچنے کے عمل میں بھی معاونت کرتا ہے۔ یعنی معنیات میں کسی چیز کی اصل اور اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالنے کے بجائے صرف اشیاء اور ان کے لیے مختص کی گئی علامات کے تعلق پر بحث اور بات کی جاتی ہے۔ یعنی زبان اور اشیاء آپس میں کس رشتے میں منسلک ہیں، اسی انسلاک کی وضاحت معنیات کا فریضہ ہے۔ معنیات کو معنی کی سائنس کا نام بھی دیا جاتا ہے۔[۵]

حکمائے لسانیات معنی کی وضاحت وصراحت میں خاص دل چسپی رکھتے ہیں جس کی وجہ سے معنیات کا

ڈسپلن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ثروت مند ہوتا جا رہا ہے۔معنی کے ضمن میں ولیم ایمسن (William Empson) کی معروف تصنیف "ابہام کی سات اقسام"(طبع 1930ء) کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیوں اس نے معنیات میں ابہام کے پیچیدہ مباحث کو علمی سطح پر سامنے لانے کی بہت اہم ، جدت طراز اور کامیاب کوشش کی اور ابہام کی سات قسمیں گنوا کر معنی کی باریک پرتوں کو واضح کیا۔معنیات میں اُن الفاظ کو بھی موضوع بنایا جاتا ہے جو امتدادِ زمانہ کے باعث معنوی تغیرات کا شکار ہوجاتے ہیں۔پرانے زمانے میں "مولوی "اور "ملا "کے الفاظ اپنے زمانے کے عالم فاضل اکابرین کے لیے مخصوص تھے تاہم جدید دور تک آتے آتے یہ الفاظ اپنی روایتی شان سے محروم ہوتے گئے اور اب ان کی حیثیت صرف اسمِ نکرہ جیسی ہے۔

معنیات کی تکنیکی بحث اُس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک کیٹی ویلس (Katie Wales) کی اُسلوبیاتی قاموس کو اس میں شامل نہ کیا جائے۔ویلس نے معنیات کو درج ذیل چار حصوں میں منقسم کر دیا ہے تا کہ اس کی افادیت نکھر کر سامنے آ سکے:

(ا) لغوی معنیات (Lexical Semantics)

(2) جملے کی معنیات (Sentence Semantics)

(3) بیانیہ معنیات (Narrative Semantics)

(4) ادبی معنیات (Literary Semantics) (6)

لغوی معنیات سے یہاں مراد محض لفظوں کے معنی درج کرنا نہیں ہیں بلکہ اُن کے مترادفات،متضاد،اسمِ جمع،استعارات اور معنی کی بدلتی دیگر تمام صورتوں کا تحلیلی مطالعہ بھی شامل ہے۔معنیات کی اسی ایک ذیلی شاخ میں اُن لفظوں کا تجزیہ اور محاکمہ بھی کیا جاتا ہے جو جو عوام وخواص میں اُلجھنیں پیدا کرتے ہیں جیسا کہ لفظ "ٹماٹر " کا تعین کرنا کہ اس کا شمار سبزیوں میں کیا جائے یا پھلوں میں۔جملے کی معنیات میں اُن معنوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو جملے میں آ کر کچھ قواعدی عناصر کی بدولت مختلف اظہاریے بناتے ہیں۔یہاں بھی لسانی اکائی کو بنیاد بنا کر بات مکمل کی جاتی ہے۔بیانیہ معنیات میں اُن موضوعات کی پرکھ شامل ہے جو فکشن اور فلسفے میں مشترک ہیں۔اس خصوص میں جن مغربی ناقدین نے کام کیا اُن میں LubomirDolozel کا کام بہت اہم ہے۔کیٹی ویلس نیاپنی انگریزی کتاب''اُسلوبیاتی لغت''[7] میں ٹریور ایٹن(Trevor Eaton) کو

ادبی معنیات کا بانی 1972) قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس ڈسپلن میں خالص ادبی جہات کو فلسفہ،نفسیات اور تھیوری کے عمومی مباحث کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ کہنا مناسب رہے گا کہ معنیات میں زبان کی لفظیات کا عمل زیرِ بحث آتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ معنی کا تعین ہم کیسے کر سکتے ہیں۔لسانیاتی فارم میں معنیات کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اور تخلیقی ادب میں اس کی معاونت زبان و بیان کے نئے در وا کرتی ہے۔معنیات کی وجہ سے زبان میں موجود نشان،علامت اور دیگر رموز کی گرہ کشائی ممکن ہوسکتی ہے۔معنیات کی ایک سادہ تعریف ڈیوڈ کرسٹل نے کی ہے اگر ایک نظر اسے بھی دیکھ لیا جائے تو تفہیمی عمل میں سہولت پیدا ہوگی:

> معنیات وہ علم ہے جو معنی یا لسانیاتی فارموں کے معنوں کا مطالعہ کرتا ہے۔اس علم میں سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ ان فارموں کا آپس میں کیا رشتہ ہے،اس کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ لسانیاتی فارموں اور خارجی دنیا کے حقیقی مظاہر کے درمیان کیا رشتہ ہے جن کی جانب یہ فارمیں اشارہ کرتی ہیں گویا معنیات کو اسما اور اشیا کے درمیان رابطے کا علم بھی کہا جا سکتا ہے۔[۷]

ڈیوڈ کرسٹل خود بھی یہ مانتا ہے کہ یہ تعریف سادہ ہے لیکن اس کے باوجود معنیات کے وہ تمام لوازم یہاں موجود ہیں جو موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں۔اس کلاسیکی تعریف کا ذکر کرنا یوں بھی ضروری تھا تا کہ معنیات کا قدیم اور جدید تسلسل قائم رہ سکے۔معنیات کا جدید تصوراب نظریاتی اورفکری ماڈل کی بات کرتا ہے جہاں ہیئت کا معاملہ بھی شمولیت اختیار کرتا ہے اور پھر یہ بحث معنی کی ثقافتی جہتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔لسانیات کا یہ علمی مظہر معنی کی پیداواری صلاحیت کو پوری قوت سے منکشف کرتا ہے۔اس شعبہءعلم نے قاری کی مدد سے متن میں موجود سیلِ معانی کو گرفت میں لانے کی سعی بھی کی ہے۔اب قاری نئی تخلیقی معنویت کا امین ہے جہاں وہ اپنی بصیرت کے مطابق نئے نئے معنوں کی دنیا دریافت کرتا ہے۔معنیات کی مدد سے ہم کسی تخلیق متن کے درج ذیل پہلوؤں کو نشان زد کر سکتے ہیں۔

1) متن میں موجود معنی اور اُن کی تعبیررات

2) متضاد اور مترادفات

3) صنائع لفظی و معنوی

4) تمثیل رتجسیم

5) علامت

6) پیکر تراشی

7) تراکیب

8) مرکبات

9) استعارہ، کنایہ، مجازِ مرسل (مجاز کے تمام علاقے)

10) تشبیہات

11) متن میں موجود کسی اور زبان کی آمیزش

12) لسانی تصرفات، اور قواعدی انحراف (فورگراؤنڈنگ)

13) تخلیقی متن میں نئے لسانی سانچے، نئی لسانی تشکیلات، نئے تلازمات و انسلاکات کی تلاش

14) تعقیدِ لفظی و معنوی

15) روزمرہ اور محاورہ

16) تلمیحات اور فصاحت و بلاغت کے قرینے

17) تکرارِ الفاظ

18) مبالغہ، ابہام

19) تابع الفاظ

20) متجانس الفاظ

تخلیقی ادب میں ایک معنی بہ یک وقت کئی حوالوں سے فعال ہوتا ہے اور یہ معنوی پھیلاؤ اُس کے محلِ استعمال اور ثقافتی تناظرات سے گزرتا ہوا مجاز کی نئی نئی صورتیں تشکیل دیتا ہے۔معنیات میں کسی لفظ کی سجاوٹی، بناوٹی اور جمالیاتی وجوہات تلاشنے کے بجائے اُس کے افادی پہلوؤں پر توجہ دی جاتی ہے۔ جدید لسانیات اور اُسلوبیات کا یہ تناظر بظاہر مغربی تصورات کی دین ہے لیکن مشرقی تنقید میں یہی ڈسپلن علم معانی کی اصطلاح میں موجود رہا ہے۔علم معانی میں عام الفاظ کی معنوی تبدیلی سے لے کر متجانس اور مستعار الفاظ

کے معنوی تغیرات کو بھی پرکھا جاتا ہے۔نجم الغنی رامپوری نے ''بحرالفصاحت''[۸] حصہ ء چہارم (تیسرا جزیرہ) علم معانی کے لیے مخصوص کیا ہے اور اسے فصاحت وبلاغت کی ذیل میں رکھ کر بڑے دقیق نکات زیرِ بحث لائے ہیں۔معنیات کے ضمن میں یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ اس میں معنی کا مطالعہ صرف لسانی بنیادوں پر کیا جاتا ہے تاہم ہر قسم کے معنی کا مطالعہ اس میں شامل نہیں ہوتا۔معنیات میں لغوی مفاہیم کو بھی اکثر اوقات مارفیم کی سطح پر دیکھنے کا رجحان ملتا ہے۔یہاں زبان کے عمومی بول چال کے سانچوں کا تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ محاورات سے پیدا ہونے والے معنی اور سادہ جملوں میں معنی کا تفاعل بھی باریکی سے پرکھا جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ معنیات اُردو والوں کے لیے کوئی بالکل نیا موضوع نہیں ہے کیوں کہ مولوی نجم الغنی (وفات: یکم جولائی 1941ء) کے ہاں اس کے واضح نقوش ملتے ہیں اگر چہ اُس دور میں یہ اصطلاح رائج یا مستعمل نہیں تھی کیوں کہ جب "بحرالفصاحت " کا پہلا مختصر ایڈیشن رام پور[9] سے مطبع سرور قیصری کی بدولت 1885ء (صفحات 238) میں اور اس کا جامع نقشِ ثانی (صفحات 1119) مطبع نولکشور کے توسط سے 1917 ء میں سامنے آیا تو اُس وقت دور دور تک یہ اصطلاح اپنا وجود نہیں رکھتی تھی لیکن اُردو، فارسی اور عربی میں زبان دانی کے بیش تر مباحث معنوی تغیرات کے گرد گھومتے ہیں اور یہ کہنا مشکل نہیں کہ ہمارے علما وحکما کو علمِ معانی سے گہری دل چسپی رہی ہے جس کی وجہ سے آج کے جدید لسانی تصورات کا کوئی نہ کوئی پہلو ہماری کلاسیکی روایت میں اپنی جھلک دکھا جاتا ہے۔ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی اہم تصنیف "ہندستانی لسانیات "میں بھی معنیات کی اصطلاح نہیں ملتی لیکن انھوں نے اسی لسانی وصف کو "لفظوں کے مفہوم "کے تحت زیرِ بحث لا کر معنیات کے درج ذیل بنیادی تصورات کو اجاگر کیا ہے:

1) کوئی لفظ ہمیشہ صرف ایک ہی خیال کے لیے وقف نہیں ہوتا۔تمام الفاظ اپنی قدر و قیمت میں موقع محل کے لحاظ سے تبدیلی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

2) الفاظ میں اس امر کا رجحان ہر وقت موجود ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی، فنی، خاندانی، شخصی اور قومی، غرض ہر نئی فضا میں ایک نیا مفہوم ادا کرے۔

3) زبان کی تشکیل اور اُس کے مفہوم کا تغیر و تبدل منحصر رہتا ہے خیالات پر اور جیسے جیسے خیالات میں تبدیلی یا کمی بیشی ہوتی اسی مناسبت سے زبان کا مفہوم بدلتا ہے۔[۱۰]

یہ کتاب 1932ء میں شائع ہوئی جس میں جدید لسانیات کی مبادیات پر سیر حاصل بحث موجود

ہے۔کتاب مختصر ہونے کے باوجود اپنے موضوع پر سند کا درجہ رکھتی ہے اور لفظ کے صوتی،صرفی،نحوی اور معنیاتی پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔اردو لسانیات میں عبدالقادر سروری کی تصنیف "زبان اور علمِ زبان "میں معنیات پر تفصیلی بحث ملتی ہے۔اس کتاب کو مختلف ابواب میں تقسیم کر کے معنیات پر مستقل باب باندھا گیا ہے جس میں معنوں کی تبدیلی،مستعار الفاظ،متجانس لفظوں کے معنوں میں تبدیلی،معنوں کی توسیع،معنوں کی تحدید اور معنوں کا عدم تعین جیسے ذیلی موضوعات کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔اردو میں ''زبان اور علم زبان''۱۱ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں لسانیات کے باقی اہم مظاہر مثلاً صوتیات،نحویات اور لفظی تشکیلات پر بھی جدید افکار نظر آتے ہیں۔

دورِ جدید میں معنیات کا علم ایک طویل ارتقائی سفر طے کرنے کے بعد اپنی شناخت قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ابتدا میں یہ مطالعہ الفاظ کے لغوی مفاہیم تک محدود تھا لیکن زبان و بیان کی ترقی اور لسانیات میں ثقافتی تصورات کی شمولیت نے اس شعبہ ءعلم میں بھی خاصی وسعت پیدا کر دی ہے۔اب جہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی لفظ کا معنی کیا ہے وہاں یہ سوالات بھی اُٹھائے جاتے ہیں کہ ان الفاظ میں معنی پیدا کیسے ہوتے ہیں؟ الفاظ اور اشیا کا باہمی رشتہ کیا ہے؟ الفاظ اور معنی کا رشتہ بے قاعدہ یا بے جوڑ کیوں ہے؟معنیات میں ہر قسم کے معنوں کا مطالعہ اور تجزیہ شامل ہے لیکن اپنی عمومی حیثیت میں اس میں وہ الفاظ شامل ہیں جن کی لغوی حیثیت تسلیم شدہ ہو اور قواعدی ترتیب میں ڈھل کر سامنے آئیں یا پھر مجاز کے قرینے اُن میں موجود ہوں۔جدید معنیات میں زیادہ تر توجہ تخلیقی ادب پر دی جا رہی ہے کیوں یہاں لفظ کے معنوی تغیرات کی دنیا بڑی وسیع ہے اور معنی امکانات لغت سے آزاد ہو کر اظہار اور کیفیات کے نئے در وا کرتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عبدالسلام،ڈاکٹر،عمومی لسانیات ایک تعارف،رائل بک کمپنی،لاہور،ص233، 231

۲۔ گیان چند،ڈاکٹر،لسانی مطالعے،ترقی اردو بیورو،نئی دہلی،1991ء،ص27

۳۔ الٰہی بخش اختر اعوان،ڈاکٹر، کشاف اصطلاحاتِ لسانیات،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، 1995ء،ص417

۴۔ محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،لسانیات اور زبان کی تشکیل،مثال پبلشرز،فیصل آباد،2015ء،ص156

۵۔ محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،لسانیات اور زبان کی تشکیل،مثال پبلشرز،فیصل آباد،2015ء،ص156

6. Katie Wales,A Dictionary of Stylistics,Routledge,London,2014,P 379

۷۔ ڈیوڈ کرسٹل،لسانیات کیا ہے،اردو ترجمہ،ڈاکٹر نصیر احمد خان،نگارشات،لاہور،1997،ص 76

۸۔ نجم الغنی،بحر الفصاحت،مجلسِ ترقی ادب،لاہور،2004ء (طبع اول) پاکستانی ایڈیشن

۹۔ نجم الغنی،بحر الفصاحت،تدوین،ڈاکٹر کمال احمد صدیقی،قومی کونسل برائے اُردو زبان، دہلی،2006

۱۰۔ محی الدین قادری زور،ڈاکٹر،ہندستانی لسانیات،شمس السلام پریس،حیدرآباد دکن،1932ء ،ص 31،30

۱۱۔ عبدالقادری سروری،زبان اور علمِ زبان،انجمن ترقی اردو،حیدر آباد،1956ء